مولانا برق التوحیدی
ادارہ علوم اثریہ فیصل آباد

(قسط ۲)

"تحریکِ وہابیت کا اصل حریف
سکھ یا انگریز؟"

— انگریز شہادتوں کی روشنی میں!

"اسی طرح جب وہابیوں نے ولایت علی کی زیر قیادت معرکہ درہ دوب لڑا، اس وقت سرحد کے فساد زدہ علاقوں پر اپنا اقتدار قائم کرنے کیلئے انگریز سرگرمی سے سکھ حکام اور گلاب سنگھ کی مدد کر رہے تھے اور انگریزوں نے گلاب سنگھ کی مدد کر کے کشمیر پر قابض ہونے کیلئے مناسب سمجھا کہ سکھ فوج کے ساتھ ساتھ دیوان کرم چند کی کمان میں انگریز فوج کا ایک دستہ بھی بھیج دیا جائے"۔

"اسی طرح معاہدہ امرتسر مورخہ ۲۵ اپریل ۱۸۰۹ء کی رو سے رنجیت سنگھ نے انگریزوں سے صلح و ایتلاف قائم رکھنا اور ستلج کے بائیں کنارے پر زیادہ لشکر نہ رکھنا اور بیشتر ستلج کے امان دادہ سرداروں کے خلاف یورش نہ کرنا منظور کر لیا تھا"۔ (ایم گریگور کی تاریخ سکھ صفحہ ۲۰۳، ۲۰۴، بحوالہ "ہندوستان میں وہابی تحریک")

اس تمام بحث سے معلوم ہو گیا کہ تحریک مجاہدین کا اصل حریف انگریز تھا جبکہ انگریز اور سکھ ایک مشترک حریف کے مقابلہ میں ایک دوسرے کے حلیف تھے اور آپس میں اتحاد قائم کئے ہوئے تھے اور مجاہدین کا سکھوں سے اتحاد جزوی طور پر تھا۔

اس کے بعد ہم اصل مقصد کی طرف آتے ہیں اور انگریز شہادتیں پیش کرتے ہیں کہ معلوم ہو جائے، انگریز کی زبانی اس کا دشمن کون تھا:

۱۔ نومبر ۱۸۳۷ء میں جب نصیر الدین کا ساتھ چھوڑ کر مزاریوں نے ملتان کے سکھ گورنر دیوان ساون مل کی وساطت

سے صلح کرلی تو اس وقت حالت یہ تھی کہ تمام سردار وہابیوں کے وجود کو سیاسی پریشانی تصور کرتے تھے چنانچہ نصیرالدین کو کوئی امان دینے کیلئے تیار نہ ہوا جس بنا پر انہیں افغانستان جانا پڑا۔ وہاں کے کچھ سرداروں سے خط و کتابت بھی کی۔ اسی دوران امیر افغانستان دوست محمد پسر پایندہ خان اور انگریزوں کے تعلقات میں کشیدگی واقع ہوگئی۔ جنگ کے موقع پر دوست محمد نے تربیت یافتہ وہابیوں کی خدمات سے فائدہ اٹھانا اپنے لئے بہتر سمجھا۔ چنانچہ اس نے نصیرالدین کو دعوت دی اور وہ ایک ہزار سپاہ کا دستہ لے کر کابل کی طرف روانہ ہوئے۔

اس موقع پر مشہور انگریز مؤرخ ہنٹر لکھتا ہے کہ :

"وہ (وہابی) انگریز کفار پر ضرب کاری لگانے کیلئے ہر موقع کے منتظر رہتے تھے" (آور انڈین مسلمان ص۲۱)

۲۔ حاجی شریعت اللہ نے ۱۸۰۴ء میں فرائضی تحریک کی بنیاد ڈالی جو بالکل محمد بن عبدالوہاب کے مشابہ تھی۔ اس نے غیر اسلامی بدعات اور رسوم و رواج کی مذمت کی اور انگریزوں کے زیر حکومت بنگال کو دارالحرب قرار دیا۔ . . . انہوں نے انگریزی عدالتوں کا کامیاب مقاطعہ بھی کیا"

۳۔ ڈاکٹر چوہدری لکھتے ہیں کہ :

"وہابی سماجی اور اقتصادی اعتبار سے مجبور کاشتکاروں کے طرفدار تھے جن کو انہوں نے اونچے طبقوں کے مظالم سے بچانے میں مدد دی" (ایس۔ بی چوہدری ص۵)

یہ مدد درحقیقت وہ خروج تھا جو انگریزوں کے ماتحت نوکری اور انگریزی عدالتوں میں جانے سے انکار کرکے عوام میں عدم تعاون کا احساس بیدار کرنے کی کوشش بھی تھی۔ یہ معنی خیز ابتدا تھی ایک اصول کی، جس کی بنیاد پر ہندوستان کی آئندہ تحریک آزادی کی ایک عالیشان عمارت کھڑی کرنا تھی۔

۴۔ وہابی تحریک کے قابل ذکر قائد عنایت علی نے جب بنگال کے مشرقی اضلاع کا تبلیغی دورہ کیا تو اس وقت کی پولیس رپورٹیں بھی اس بات کی شاہد ہیں کہ وہابی تحریک کا اصل ہدف انگریزی اقتدار پر قبضہ تھا۔ چنانچہ مارچ ۱۸۴۳ء میں صوبوں کے سپرنٹنڈنٹ پولیس نے حکومت کو مسلمان ملاؤں کے ایک جتھے کی موجودگی کی رپورٹ دی جو متعدد اضلاع میں سکھوں اور حکومت کے خلاف جہاد کا وعظ کرتے اور اس غرض سے رقم وغیرہ بھی جمع کرتے تھے۔

اسی سپرنٹنڈنٹ نے رپورٹ دی تھی کہ مشرقی اضلاع کی مسلمان آبادی زیادہ تر فرائضی یعنی وہابیوں پر مشتمل ہے۔ یہ لوگ باہم نہایت متحد، جوشیلے، مذہبی، ایک خاص سردار کے ماتحت ہماری سرکار

کے دشمن ہیں اور ان پر نہایت مستعدی سے نظر رکھنا ہے۔ ان صوبوں میں اگر کسی شورش کا خطرہ ہے تو اسی گروہ کے مذہبی جنون کی برانگیختگی سے ہے" (حکومتِ بنگال محکمہ عدلیہ فائل ۲۱۔۲۴ مؤرخہ ۲۹ مئی ۱۸۴۳ء)

ان رپورٹوں کے جواب میں حکومت نے سپرنٹنڈنٹ پولیس کو ہدایت کی کہ وہ ایسے مقامات کا ملاحظہ کرے جن پر شک وشبہ واضح ہو۔ اور یہ ہدایت بھی کر دی گئی کہ اس معاملہ کی تحقیقات کے نتائج سے وقتاً فوقتاً حکومت کو مطلع کرتا رہے۔ غرضیکہ پہلے سے زیادہ سختی کر دی گئی۔

۵۔ اسی زمانے میں بنگال میں عنایت علی کا سب سے زیادہ اور بڑا کام حکومت کی سول نافرمانی اور حکومت کے بعض انتظامی شعبوں بالخصوص عدالتوں کے خلاف ہڑتال کی پالیسی چلانا تھا عنایت علیؒ بنگال میں جو وہابی تیار کرتے تھے، مشہور انگریز اکنیلی ان کی تعلیم کے ایک بہت اہم پہلو پر زور دیتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ:

"وہ لوگ جو اس ملک سے ہجرت کر کے جہاد میں شریک ہونے سے مجبور ہوتے، ان کو ہدایت کی جاتی کہ اپنے کافر حاکموں سے تمام تعلقات منقطع کر لیں تاکہ حکومت کے اندر حکومت کے بالکل خلاف ایک طاقت قائم کر لیں۔ کافروں اور ان کی عدالتوں سے جو سود کی ڈگری دیتی ہیں، اجتناب کرنا چاہیئے اور بھائی بھائی کے درمیان شکایات کا فیصلہ مقامی سردار کے ہاتھ میں دیدیا جائے"۔ (کلکتہ ریویو جلد ۵۱ ۱۸۷۰ء صفحہ ۳۹۳)

۶۔ مبارز الدولہ جو عنایت علیؒ وغیرہ کے بعد سید احمد شہید کے جانشین بنے، جب انہوں نے اپنے بکھرے ہوئے ساتھیوں کو دوبارہ جمع کرنا چاہا تو راجہ ستارہ، جودھپور، بھوپال اور رامپور وغیرہ کے سرداروں سے خط وکتابت بھی ہوئی جو کہ بوجوہ انگریزوں سے بیزار تھے۔ اور بہر صورت انگریزوں کے خلاف جذبہ ایک مشترک سبب تھا۔ اس صورتِ حال کی رپورٹ کرتے ہوئے فریزر نے ایک ایسے آدمی کا بیان بھی اس رپورٹ کے ساتھ منسلک کیا جو مبارز الدولہ کا معزول کردہ تھا۔ اس نے اپنے بیان میں کہا کہ:

"خود مبارز الدولہ اور اس کے رفقاء بہت سخت فوجی تربیت حاصل کر رہے تھے"

اس میں مبارز کے ان ارادوں کا بھی ذکر تھا کہ:

"وہ نکل کھڑے ہوں، وہابی ساتھیوں کو جمع کریں اور انگریزوں کو قتل کر کے ملک اور حکومت پر خود قبضہ کر لیں"۔ (ایچ فریزر "ہمارا وفادار حلیف نظام لندن" ۱۸۶۵ء صفحہ ۲۳۸)

۷۔ جب مبارز کے دورِ امارت میں شمالی ہند، کابل اور ایران سے صوبہ مدراس میں آنے والوں کے غیر معمولی ہجوم سے شک و شبہ پیدا ہوا اور اس سے اس سازش کا انکشاف ہوا۔ پھر ایک سکھ نے جو اس شک پر گرفتار تھا، سازش کے متعلق اطلاع دی۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے علامتِ مدراس کو نیلور کے مجسٹریٹ اسٹون ہاؤس نے اطلاع دی جسے بعد میں حکومتِ ہند کے پاس بھیج دیا گیا۔ اسٹون ہاؤس نے اپنی رپورٹ میں لکھا کہ:

"ہندوستان کے مختلف حصوں میں مسلمانوں کی ایک معتد بہ تعداد نے وہابیت قبول کر لی ہے۔ ان میں ایسے اشخاص بھی ہیں جو اپنے عہدے اور رتبے سے اپنے ہم مذہبوں پر کافی اثر کار استعمال کرتے ہیں۔ کچھ عرصہ سے وہ سرگرمی سے لوگوں کو اپنا ہم عقیدہ بنانے اور کفار کے خلاف جنگ چھیڑنے کیلئے آدمی اور روپے فراہم کرنے میں مصروف رہے ہیں اور یہ کہ اس میں کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ ان کے مقاصد کی غایت ہندوستان میں برطانوی طاقت کا انہدام و اختتام ہے اور اسی غرض سے دلیسی افواج میں سپاہیوں کو اپنا ہم عقیدہ بنانے کی جدوجہد کرتے رہے ہیں" (ہندوستان میں وہابی تحریک ص۱۶۷)

۸۔ امیر مبارز الدولہ کے خلاف جو شک و شبہات کے ضمن میں تحقیقات ہو رہی تھیں، ان میں فریزر ریذیڈنٹ اور اس کے اسسٹنٹ مالکوم اور ایرانی مسلمان (جسے دو ہزار کا انعام دیا گیا) نے حصہ لیا۔ فریزر نے اپنی تحقیقات کے نتیجہ میں جو رپورٹ حکومتِ ہند کو بھیجی اس میں تحریر کیا کہ:

"اور باتوں کے ساتھ یہ ثابت ہو گیا کہ مبارز نے صرف اپنے حاکم (نظام) ہی کے خلاف باغیانہ منصوبے تیار نہیں کئے بلکہ حکومت برطانیہ کے خلاف بھی خاص طور پر مخاصمانہ ارادہ رکھتا ہے جیسا کہ اس کی اور اس کے ایجنٹوں کی اس غیر معمولی کاوش اور جانفشانی سے ظاہر ہے جو انہوں نے دلیسی پیدل فوج خصوصًا سکندر آباد اور ناگپور کی فوجوں کی وفاداری کو متاثر اور برگشتہ کرنے کیلئے کی" (ہندوستان میں وہابی تحریک ص۱۶۸)

۹۔ وہابی تحریک اور مجاہدین کا جہاد کے ساتھ ساتھ تبلیغی سلسلہ بھی پوری تن دہی سے جاری رہتا تھا۔ ان کی تبلیغ جن امور پر منحصر تھی اس کی طرف اشارہ پہلے گزر چکا ہے کہ وہ پہلے دینی اور مذہبی تعلیم دیتے۔ پھر مثلاً جہاد کی وعظ کرتے اور عوام کو برطانوی استعمار کے خلاف جنگ کی تلقین کرتے تھے۔ مبلغین کے اسی اندازِ تبلیغ سے مرعوب ہو کر مشہور انگریز مؤرخ ہنٹر لکھتا ہے کہ:

"ان لوگوں نے سارے بنگال کو اپنے جال میں لپیٹ رکھا ہے اور ہزاروں کار آمد رنگروٹ

رعایا کو پہلے پراگندہ دماغ، مذہبی دیوانہ پھر تاج برطانیہ کا سخت غدار بنا دیا۔"

۱۰- ہنٹر نے مجاہدین جنگِ آزادی کی تبلیغ کے سلسلہ کے بعد ان کے نظامِ ترسیلِ مال کا نقشہ درج ذیل الفاظ میں پیش کیا ہے :

"عظیم شمالی شارع عام مناسب حال ٹکڑوں میں تقسیم کر دی گئی تھی اور وہابی باغی ہمارے دشمن کی چھاؤنی کی طرف مصروف علاقوں سے اس اطمینان کامل سے گزر جاتے تھے کہ ہر منزل کے آخر میں ان کے دوست ان کے منتظر ہیں۔ ان مسافر خانوں کے وہابی کارکن مختلف مدارج زندگی کے ہوتے اور سب برطانوی حکومت کی بربادی کے جاندادہ ہوتے اور ہر ایک باغیوں کی مقامی کمیٹی کا سردار ہوتا۔ یحییٰ علی نے ان اشخاص کے انتخاب میں اپنے گہرے نفسیاتی علم کا ثبوت دیا۔ کیونکہ نہ انکشاف کے خوف نے نہ انعام کے لالچ نے ان میں سے کسی ایک کو بھی اپنے سردار کی رسوائی کے وقت اس کے خلاف کھڑے ہونے پر آمادہ کیا۔ اور اگرچہ معلوم تھا کہ اس وقت ان پناہ گاہوں کے ایک سلسلہ (جیسے تھانیسور) نے پٹنہ کو سرحد پنجاب سے ملا رکھا تھا لیکن کوئی سامنے آ کر کسی خاص مقام کی طرف انگلی سے اشارہ نہیں کرتا۔" (کلکتہ ریویو جلد نمبر ۴۰ ۱۸۶۴ء صفحہ ۱۳۶)

۱۱- مجاہدینِ آزادی کا انگریز کو مغلوب کرنے کا ایک طریق کار یہ بھی تھا کہ اس کی افواج کو ورغلایا جائے اور اس کو انتشار کا نشانہ بنا دیا جائے۔ چنانچہ ۱۸۴۵ء کے اواخر میں حکومت کو رپورٹ دی گئی کہ:

"دانا پور (پٹنہ) میں متعینہ دیسی افسروں اور سپاہیوں کی وفاداری کو متاثر کرنے اور بگاڑنے کیلئے ایک عمومی سازش موجود ہے۔ اس سازش کی ابتدا منشی پیر بخش اور راحت علی کی ملاقات منعقدہ ستمبر ۱۸۴۵ء سے ہوئی۔ اس دوران سیف علی کے ذریعہ منشی صاحب کا تعارف خواجہ حسن علی سے ہوا تو خواجہ بولا کہ منشی جی ہندوستان دار الحرب ہو گیا ہے (وہابی نظریہ کے مطابق) قیدی مالوں میں کیا کیا ظلم ڈھائے جا رہے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بمبئی کے مجسٹریٹ نے مسلمانوں کے مکہ جانے کا راستہ بند کر دیا ہے۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے ہندوستان کو عملی طور پر دار الحرب بھی اسی تحریک نے قرار دیا اور اس کی تمام جدوجہد بھی برطانوی استعمار کے خاتمہ کی طرف مبذول تھی —— حالات کی ستم ظریفی دیکھئے کہ انگریز کے وظیفہ خوار جو کبھی انگریز کی پلکوں کے اشارے پر "اعلام الاعلام بان ہندوستان دار السلام" کے فتوے دیا کرتے تھے، آج ان کو جنگِ آزادی کا ہیرو باور کرانے کی کوشش کی جا رہی ہے —— اور ان مجاہدین کو جنہوں نے آزادی کی خاطر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے، مال و دولت کو قربان کیا، الزامات کی بھینٹ چڑھایا جا رہا ہے۔

(جاری ہے)